82334 ـ حاملہ عورت کو طلاق دینے اور اسقاط حمل اور اپنا حق چھڑوانے کے لیے تنگ کرنے کا حکم

سوال

درج ذیل عمل کا دین اسلام میں کیا حکم ہے:
خاوند نے دوسرے ماہ کی حاملہ بیوی کا حمل صرف اس بنا پر ساقط کرنے کے لیے دوائی دینے کی کوشش کی تا کہ اسے طلاق دے سکے، لیکن اس کے باوجود حمل ساقط نہ ہوا، کیا یہ حلال ہے یا حرام، اور اس کا کفارہ کیا ہے ؟
اور کیا حاملہ بیوی کو طلاق دینا جائز ہے، اور طلاق سے قبل حق سے دستبردار ہونے کے لیے زبردستی کرنے کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

حمل ضائع کرنا جائز نہیں چاہے حمل میں روح پڑ چکی ہو یا نہ پڑی ہو، لیکن روح پڑنے کے بعد تو اسقاط حمل کی حرمت تو اور بھی زیادہ شدید ہو جاتی ہے، اور اگر بیوی کو خاوند حمل ضائع کرنے کا حکم بھی دے تو بیوی کے لیے اس کی اطاعت کرنی حلال نہیں.

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اسقاط حمل کی کوشش کرنی جائز نہیں، جب تك کہ اس کی موت کا یقین نہ ہو چکا ہو، اور جب حمل کی موت کا یقین ہو چکا ہو تو پھر اسقاط حمل جائز ہے.

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن ابراہیم (11 / 151).

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

اول:

حمل ضائع كرانا جائز نہيں، اس ليے اگر حمل ہو چكا ہو تو اس كى حفاظت اور خيال ركھنا واجب ہے، اور ماں كے ليے اس حمل كو نقصان اور ضرر دينا، اور اسے كسى بھى طرح سے تنگ كرنا حرام ہے، كيونكہ اللہ تعالى نے اس كے رحم ميں يہ امانت ركھى ہے، اور اس حمل كا بھى حق اس ليے اس كے ساتھ ناروا سلوك اختيار كرنا، يا اسے نقصان اور ضرر دينا، يا اسے ضائع و تلف كرنا جائز نہيں.

اور پھر حمل كے ضائع اور اسقاط كى حرمت پر شرعى دلائل بھى دلالت كرتے ہيں:

اور آپريشن كے بغير ولادت كوئى ايسا سبب نہيں جو اسقاط حمل كے جواز كا باعث ہو، بلكہ بہت سى عورتوں كے ہاں ولادت تو آپريشن كے ذريعہ ہى ہوتى ہے، تو اسقاط حمل كے ليے يہ عذر نہيں ہو سكتا.

دوم:

اگر اس حمل ميں روح پھونكى جا چكى ہو، اور اس ميں حركت ہونے كے بعد اسقاط حمل كيا جائے اور بچہ مر جائے تو يہ ايك جان كو قتل كرنا شمار كيا جائيگا، اور اسقاط حمل كرانے والى عورت كے ذمہ كفارہ ہو گا جو كہ يہ ہے:

ايك غلام آزاد كرنا ہے، اگر وہ غلام نہ پائے تو مسلسل دو ماہ كے روزے ركھنا اس كى توبہ شمار ہو گى، اور يہ اس وقت ہے جب حمل چار ماہ كا ہو چكا ہو، كيونكہ اس ميں اس وقت روح پھونكى جا چكى ہوتى ہے، اس ليے اگر اس مدت كے بعد اسقاط حمل كرائے تو اس پر كفارہ لازم آئيگا، جيسا كہ ہم نے بيان كيا ہے، اور يہ معاملہ بہت عظيم ہے اس ميں تساہل اور سستى كرنى جائز نہيں.

اور اگر بيمارى كى بنا پر وہ حمل برداشت نہيں كر سكتى تو وہ حمل سے قبل ہى مانع حمل ادويات كا استعمال كرے، مثلا وہ ايسى گوليوں استعمال كر لے جو كچھ مدت تك حمل كے ليے مانع ہوتى ہيں، تا كہ اس عرصہ كے دوران اس كى صحت اور قوت بحال ہو جائے.

ديكھيں: المنتقى (5 / 301 ـ 302) اختصار كے ساتھ.

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ سے درج ذيل سوال كيا گيا:

ايك شخص نے اپنى بيوى كو كہا: اپنا حمل گرا دو اس كا گناہ ميرے ذمہ، تو اگر وہ اس كى بات سن كر اس پر عمل كر لے تو ان دونوں پر كيا كفارہ واجب ہو گا ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

اگر بيوى ايسا كر لے تو ان دونوں پر كفارہ يہ ہے كہ وہ ايك مومن غلام آزاد كريں، اور اگر غلام نہ ملے تو دو ماہ كے

مسلسل روزے رکھیں، اور ان دونوں کے ذمہ اس کے وارثوں کو ایك غلام یا لونڈی کی دیت دینا ہو گی جس نے اسے قتل نہ کیا ہو، باپ کو نہیں، کیونکہ باپ نے تو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، اس لیے وہ کسی بھی چیز کا مستحق نہیں. اھـ

اور ان کی یہ عبارت:

" غرة عبد او امة "

یہ ایك غلام یا لونڈی کی قیمت کی شکل میں بچے کی دیت ہے، اور اس کا اندازہ ماں کی دیت کے عشر کے مطابق علماء کرام لگائینگے.

اسقاط حمل کا حکم کئی ایك جوابات میں بیان ہو چکا ہے جن میں سے چند ایك جواب دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (13317) اور (42321) اور (12733) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

دوم:

رہا مسئلہ حاملہ عورت کو طلاق دینا تو یہ طلاق سنت شمار ہوتی ہے لیکن آج کے دور میں بہت سے لوگوں میں یہ مشہور ہو چکا ہے کہ یہ سنت کے مخالف ہے، لیکن ان کےاس قول کی کوئی اصل اور دلیل نہیں.

امام مسلم رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا قصہ نقل کیا ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کر لے، پھر اسے طہر یا حمل کی حالت میں طلاق دے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1471).

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور حاملہ عورت کو حمل کے شروع سے لیکر وضع حمل تك طلاق دینے کے مسئلہ میں علماء کرام کے مابین کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ اس کی عدت وضع حمل ہے، اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو حکم دیا کہ یا تو وہ واپنی بیوی کو طہر کی حالت میں طلاق دیں، یا پھر حمل کی حالت میں، اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کی اول یا آخر کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی.

دیکھیں: التمہید (15 / 80).

ہم نے سوال نمبر (12287) کے جواب میں حاملہ عورت کو طلاق دینے کے مسئلہ میں شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کا فتوی بھی ذکر کیا ہے آپ اس کا مطالعہ کر لیں.

سوم:

خاوند کے لیے بیوی کی رضامندی اور خوشی کے بغیر اس کا کوئی مال لینا جائز نہیں، اور اس کے مال میں اس کا مہر بھی شامل ہے، الا یہ کہ وہ کوئی واضح اور ظاہر فحش کام کرے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تو اگر وہ تمہیں بخوشی و رضا اپنی جانب سے کچھ دے دیں تو اسے ہنسی خوشی کھا لو النساء (4).

اور اس لیے بھی کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

اور تم انہیں (اپنی بیویوں کو) تنگ مت کرو تا کہ تم نے جو انہیں مال دیا ہے اس میں کچھ لے لو، مگر یہ کہ وہ واضح فحاشی کریں النساء (19).

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ اگر ازدواجی زندگی میں خرابی عورت کی جانب سے ہو تو پھر اس کا مال لیا جا سکتا ہے، لیکن اس کے برعکس صورت میں نہیں.

اور ابن منذر نے نعمان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ: اگر مرد کی جانب سے ظلم و ستم ہو اور حسن معاشرت نہ ہو اور بیوی نے خلع طلب کیا تو جائز ہے، اور اسے جاری کیا جائیگا، اور خاوند گنہگار ہوگا، اس نے جو کچھ کیا وہ اس کے لیے جائز نہیں، اور جو کچھ خاوند نے لیا ہے اسے واپس کرنے پر مجبور نہیں کیا جائیگا!

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اور اس کا یہ قول کتاب اللہ، اور سنت نبویہ، اور عموم اہل علم کے اجماع کے خلاف ہے.

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (3 / 137).

مجموع الفتاوی میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" تو کسی بھی مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ بیوی کو اس طرح تنگ کرے اور اس سے روک لے تا کہ وہ اسے مہر کا

کچھ حصہ دے، اور نہ ہی اس غرض کی بنا پر بیوی کو مارنا جائز ہے.

لیکن اگر وہ کوئی واضح فحش کام کرے تو پھر خاوند کو حق ہے کہ وہ اس کا فدیہ لینے کے لیے اسے تنگ کر سکتا ہے، اور اسے زدکوب بھی کر سکتا ہے، اور یہ اس شخص اور اللہ تعالی کے مابین ہے.

اور بیوی کے خاندان والے حق کو چھان پھٹك کر اس کا ساتھ دینگے جو حق پر ہے، اور اس کی معاونت کرینگے، اگر تو ان کے لیے یہ واضح ہو کہ عورت نے ہی زیادتی اور اللہ کی حدود سے تجاوز کیا ہے، اور خاوند کے بستر پر خاوند کو ہی اذیت دی ہے، تو وہ عورت ظالم اور زیادتی کرنے والی ہے، اس سے بدلہ اور فدیہ لینا چاہیے " اھـ

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 283).

اور واضح اور ظاہر فحاشی و فحش کام کا معنی درج ذیل فرمان باری تعالی میں بیان ہوا ہے:

اور تم انہیں (بیویوں کو) تنگ مت کرو تا کہ تم نے جو انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو، الا یہ کہ وہ واضح اور ظاہر فحش کام کریں النساء (19).

اس سے مراد زنا، بے سمجھی اور سوء معاشرت ہے، مثلا فحش کلام اور خاوند کو اذیت سے دوچار کرنا.

دیکھیں: تفسیر السعدی صفحہ (242).

واللہ اعلم .